سوال

(24) قربانی میں شریک سب حصہ داروں کا اہل توحید ہونا ضروری ہے۔

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

قربانی کا جانور دبلا ہو تو اسے فروخت کر کے اُس کی رقم میں مذید رقم ملا کر اس سے عمدہ یہ جانور خرید کر قربانی کرنا جائز ہے۔؟

قربانی کی گائے میں سات اور اونٹ میں دس آدمی شریک ہوں۔ تو کیا ان سب کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ چند حصہ دار موحد نمازی ہوں۔ اور ان کے ساتھ چند مشرک بد عتی بے نماز بھی ہوں تو کیا اس صورت میں اہل توحید کی قربانی صحیح ہوگی۔؟

قربانی کا جانور خریدا گیا بعد خیال ہوا کہ یہ جانور دبلہ ہے۔ اس کو فروخت کر کے جو رقم حاصل ہو۔ اس میں کچھ مذید رقم ملا کر کوئی اور فربہ موٹا جانور خرید کر قربانی کر دیا جائے۔ کیا یہ جائز ہے۔؟

(عبد الرحمٰن حصاری خطیب جامع اہل حدیث چک نمبر 475گ ب ڈاک خانہ خاص براستہ کھجوانی ضلع لائل پور)

مولنا حافظ عبدلقادر روپڑی

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جواب نمبر 1

ایک جانور کی جان ایک ہے۔ چاہیے تھا کہ ایک گائے ایک ہی گھر یا شخص کی طرف سے قربانی ہو۔ کیونکہ قربانی خون بہانے کا نام ہے۔ گوشت کے حصوں کا نام نہیں وہ تو انسان خود ہی کھا لیتا ہے۔ اور جان بکری دنبے اور گائے کی ایک ہی ہے پس گائے کا سات کے قائم مقام ہونا محض خدا کی مہربانی ہے۔ اس لئے قربانی میں شریک بھی ایک ہی قسم کے ہونے چاہیں۔ یعنی سب موحد مسلمان ہوں مشرک نہ ہوں۔ اور نیت بھی سب کی قربانی کی ہو۔ نہ کسی کی نذر یا عقیقہ وغیرہ کی اسی لئے گائے کے سات حصے ہونے میں شبہ ہے۔ کیونکہ عقیقہ کے متعلق حدیث میں صراحت نہیں آئی۔ اور قربانی کی بارے میں صراحت آگئی ہے۔ کہ سات کی طرف سے ہوسکتی ہے۔

خلاصہ

یہ کہ جوبات شریعت میں قیاس کے خلاف ہو۔ وہ اسی مقام پر بند رہتی ہے۔ کیونکہ جب علت معلوم نہیں تو اس کا حکم دوسری جگہ کس طرح جاری ہوسکتا ہے۔ اس مسئلہ پر تنظیم اہل حدیث دسمبر 1973ء میں حضرت مولانا عبدالقادر حصاری کا مضمون چاح ہوچکا ہے اس کا افتتاح درج زیل ہے۔

قربانی حلال مال طیب سے خریدنی ضروری ہے۔ اگر قربانی میں ایک روپیہ حرام کا شامل ہوگیا۔ تو قربانی مردود ہے۔ اس طرح قربانی کے جانور میں شریک ہونے والے تمام اشخاص نمازی موحد ہونے ضروری ہیں۔ اگر ان میں کوئی حرام کار حرام خور کافر مشرک بدعتی بے نماز وغیرہ بے دین شامل ہوا تو قربانی سب کی ضائع ہوجائے گی۔

قرآن مجید میں ہے۔

اللہ تعالیٰ متقین کی قربانی و نیک عمل قبول فرماتا ہے۔

یہ اصول اس وقت کا مقرر کردہ ہے۔ ہابیل قابیل کی قربانی کا مقابلہ ہوا تھا۔ جس کو قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے۔ حرام کھانے والا متقی نہیں ہے۔

حدیث میں ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ پاک مال پاک عمل کو قبول کرتا ہے۔

مشکواۃ میں یہ حدیث ہے اگر کسی شخص نے دس روپے کا کوئی کپڑا خریدا ایک روپیہ ان میں حرام مال کا تھا۔ باقی تو حلال تھے۔ اب اگ اس نے اس کپڑا کو پہن کر نماز پڑھی تو جب تک وہ بدن پر رہا۔ تب تک نماز نہ ہوگی جب ایک حرام کے روپے نے نو روپیہ حلال بے کار کردیا تو قربانی میں سالا شخاص میں سے ایک کا روپیہ حرام کا ہے۔ تو وہ باقی لوگوں کے حلال مال کو بیکار کردے گا۔ اور قربانی قبول نہ ہوگی۔ ٹھیک ان میں سے سات میں سے ایک شریک قربانی حرام کار حرام خور کافر مشرک بدعتی بے نماز وغیرہ بے دین شامل ہوا تو قربانی سب کی ضائع ہوجائے گی۔ لہذا قربانی میں ایسے لوگوں کی شرکت سے پرہیز لازم ہے۔

جواب۔ نمبر2

پہلا جانور جو قربانی کی نیت سے خریدا اور نامزد کیا گیا اگر معمولی دبلا ہے یعنی شرعاً قربانی ہوسکتا ہے۔ تو اسی پر کفایت کریں۔ تبدیلی کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ مقصد حاصل ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص پہلے دبلے جانور کی جگہ دوسرا عمدہ فربہ اور ریش قیمت جانور قربانی کرنا چاہتا ہے۔ تو سوال میں جس صورت کا زکر ہے وہ جائز ہے۔ کیونکہ ادنیٰ کی بجائے اعلیٰ اور بہتر دیا گیا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے۔ حدیث میں ہے۔

کہ اگر اونٹوں کی ذکواۃ میں کسی شخص کے زمہ بنت بسون ہے (مادہ بچہ جو دو سال کا ہوکر تیسرے سال میں داخل ہوجائے۔) لیکن اس شخص کے پاس بنت بسون نہیں ہے۔ بلکہ حقہ ہے۔ (جو تین سال پورے کرکے چوتھے میں داخل ہوجائے۔) تو اس صورت میں اگر زکواۃ ادا کرنے والا بنت بسون کی جگہ حقہ دینا چاہے تو اس سے لیا جاسکتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح قربانی میں جانور کی بجائے اس <u>1</u> سے بہتر دینا جائز ہوگا۔ (ابن قدامہ جلد 8 ص 638) میں یہ مسئلہ مفصل بیان ہوا ہے۔ وہاں عبارت بھی ہے۔ (عن ابن قدامہ)

(قربانی کا جانور اس صورت میں تبدیل کرنا جائز ہے۔ جب اس کی جگہ دوسرا بہتر دیا جائے یہ امام احمدؒ سے منصوص ہے۔ عطاء۔ مجاہد۔ عکرمہ۔ امام مالک۔ اور امام ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے۔)

مختصر یہ کہ قربانی کا یہ جانور بصورت مسولہ کرنا جائز ہے۔

(تنظیم اہل حدیث 21 دسمبر 1973ء)(حافظ عبدالقادر روپڑی)

لفظ مسنہ کی تحقیق

قربانی کے جانور کےلئے فرمان نبوی ﷺ یہ ہے۔

لاتذبحوا الا مسنة الاان یعسر علیکم فتذبحو جذعة من الضان (مسلم)

(یعنی قربانی میں مسنہ جانور زبح کرو۔)

یعنی لوگ مسنہ کا معنی سال والا کرتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ مسنہ کا نون مشدد ہے اور یہ مسن سے مشتق ہے۔جس کے معنی ہیں دانت۔ سنۃ سے مشتق نہیں۔جس کے معنی سال ہیں۔ مسن باب افعال اسنن یسنسے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ اصل مین مسنن تھا۔ نون کو نون میں ازعام کیا مسنن ہو۔اس پر۔ ۔ۃ۔ ۔ نقل کی زیادہ کی تو مسنۃ ہوگیا۔ نقل کی ۔ ۔ۃ۔ ۔وہ ہوتی ہے۔جس میں صفت وغیرہ اسمیت کی طرف منتقلی ہو جاتی ہے۔ مسنن ہر دانت والے کو کہتے ہیں۔ ۔ ۔ۃ۔ ۔زیادہ کرنے سے اسمیت کی طرف منتقل ہوگیا ہے۔ یعنیمسنۃ دودانت والے کا گویانام ہوگیا جیسے زبیح ہر زبح شدہ جانور کو کہتے ہیں۔ اس پرۃ زیادہ کرنے سے ذبیحۃ جانور کے ساتھ خاص ہوکر گویا اس کا نام ہوگیا۔

1۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قربانی کا جانور خریدتے وقت تمام عیوب سے دیکھ بھال کرلینی چاہیئے۔ اس میں ہے کہ ایسا لاغر بھی نہ ہو۔کہ جس میں چربی نہ ہوایسا جانور خریدنا ہی منع ہے۔ اورحدیث میں بھی آیا ہے۔ کہ قربانی کا جانور خریدنے کے بعد اسکو بدلنا منع ہے۔ جیس کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے۔ اور وہ کتب حدیث میں مشہور ہے۔(سعیدی)

پسمسنۃ کا معنی دو دانت والا ہوا۔ اس کا معنی سال والا غلط بالکل غلط ہے۔ اور بے فہمی کا تیجہ ہے۔ مسنۃ اور ثنی کے اصل معنی دودانت والا ہیں۔ بعض آئمہ دین سے سالوں کا اندازہ منقول ہے۔ مثلاً حضرت ابو حنیفہ کا خیال ہے کہ بکرا ایک سال کا ہو جائے تو مسنۃ اور ثنی ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں۔ کہ تیسرے سال میں داخل ہوجائے اسی طرح بعض شارحین اور اہل لغت نے بھی سال دو سال کا اندازہ لکھدیا ہے۔ مگر یہ کوئی اختلاف نہیں اس کی اصل وجہ مختلف ممالک اور علاقوں کی آب و ہوا اور خوراک وغیرہ کا فرق ہے۔ یعنی ملکوں میں دو دانت جلد ہی نکل آتے ہیں۔ اور بعض میں کچھ دیر سے اس لئے آئمہ دین نے اپنے اپنے ملک اور علاقہ کے لحاظ سے سالوں کا اندازہ بیان فرما دیا۔ پس فرمان نبوی ﷺ کی رو سے بکری۔ گائے۔ اونٹ۔ دو دانت سے کم ہر گز قربانی نہیں ہوسکتے۔ (اخبار تنظیم اہل حدیث جلد 26 ش 22)

ھذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 13 ص 66-68

محدث فتویٰ